10 Jun,2009

خوارج کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا خطاب

اُمت مسلمہ کو کافر کیوں کہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے گناہگاروں کو سزا دی مگر اسلام سے خارج نہیں فرمایا۔
دو قسم کے لوگ برباد ہونگے ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والے...اور دوسرے مرتبہ میں کمی کرنے والے۔
اب جو چاہو مجھ سے پوچھ لو پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ........مصیبتوں کے دِنوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے
کہ وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ فتنے جب آتے ہیں تو شناخت نہیں ہوتی، ہٹتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں
وہ ان فتنوں سے اس طرح علیحدہ کر دیگا جس طرح ذبیحہ سے کھال الگ کی جاتی ہے........؟؟؟

خوارج نے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت سے انکار کر دیا اور مسلمانوں سے قتال شروع کیا تو آپؓ نے خوارج کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

"اگر تم اس خیال سے باز آنے والے نہیں ہو کہ میں نے غلطی کی ہے اور گمراہ ہو گیا ہوں، تو میری گمراہی کی وجہ سے اُمتِ محمد ﷺ کے عام افراد کو کیوں گمراہ سمجھتے ہو اور میری غلطی کی پاداش اُنہیں کیوں دیتے ہو؟ اور میرے گناہوں کے سبب سے **انہیں کیوں کافر کہتے ہو؟ تلواریں کندھوں پر اُٹھائے ہر موقع و بے موقع جگہ پر وار کیے جا رہے ہو اور بے خطاؤں کو خطا کاروں کے ساتھ ملائے دیتے ہو**۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے جب زانی کو سنگسار کیا تو نماز جنازہ بھی اُس کی پڑھی اور اُس کے وارثوں کو اُس کا ورثہ بھی دلوایا اور قاتل سے قصاص بھی لیا تو اس میں میراث اس کے گھر والوں کو دِلائی۔ چور کے ہاتھ کاٹے اور زنائے غیر محصنہ کے مرتکب کو تازیانے لگوائے تو اس کے ساتھ انہیں مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی دیا اور اُنہوں نے (مسلمان ہونے کی حیثیت سے) مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کئے۔

اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اُن کے گناہوں کی سزا اُن کو دی اور جو ان کے بارے میں اللہ کا حق (حد شرعی) تھا اس کو جاری کیا، مگر اُنہیں اسلام کے حق سے محروم نہیں کیا اور نہ اہلِ اسلام سے ان کے نام خارج کئے۔ اس کے بعد (ان شر انگیزیوں کے معنی یہ ہیں کہ) تم ہو ہی شر پسند اور وہ کہ جنہیں شیطان نے اپنی مقصد برآری کی راہ پر لگا رکھا ہے اور گمراہی کے سنسان بیابان میں لا پھینکا ہے۔

یاد رکھو! میرے بارے میں دو قسم کے لوگ تباہ و برباد ہونگے، ایک حد سے زیادہ چاہنے والے جنہیں محبت کی افراط غلط راستے پر لگا دے گی اور ایک میرے مرتبہ میں کمی کر کے دُشمنی رکھنے والے کہ انہیں یہ عناد حق سے بے راہ کر دے گا۔ میرے متعلق درمیانی راہ اختیار کرنے والے ہی سب سے بہتر حالت میں ہوں گے۔ تم اسی راہ پر جمے رہو اور اسی بڑے گروہ کے ساتھ لگ جاؤ۔ چونکہ **اللہ کا ہاتھ اتفاق و اتحاد رکھنے والوں پر ہے** اور تفرقہ و انتشار سے باز آ جاؤ اس لیے کہ جماعت سے الگ ہو جانے والا شیطان کے حصہ میں چلا جاتا ہے۔ جس طرح ریوڑ سے کٹ جانے والی بھیڑ بھیڑیئے کو مل جاتی ہے۔

خبردار! جو بھی ایسے نعرے لگا کر اپنی طرف بلائے اُسے قتل کر دو، اگر چہ وہ اسی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو (یعنی میں خود

کیوں نہ ہوں)۔ اور وہ دونوں حَکَم (ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص) تو صرف اس لیے ثالث مقرر کیئے گئے تھے کہ وہ انہیں چیزوں کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا اور اُن چیزوں کو نیست و نابود کریں جنہیں قرآن نے نابود کیا ہے۔ کسی چیز کے زندہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس پر یک جہتی کے ساتھ متحد ہوا جائے اور اس کے نیست و نابود کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ اب اگر قرآن ہمیں اس ان لوگوں (کی اطاعت) کی طرف لے جاتا تو ہم ان کے پیرو بن جاتے اور اگر انہیں ہماری طرف لایا تو انہیں ہمارا اتباع کرنا چاہیے تھا۔

تمھارا بُرا ہو، میں نے کوئی مصیبت تو کھڑی نہیں کی اور نہ کسی بات میں تمہیں دھوکا دیا ہے اور نہ اس میں فریب کاری کی

ہے۔ تمہاری جماعت ہی کی یہ رائے قرار پائی تھی کہ دو آدمی چُن لیے جائیں جن سے ہم نے یہ اقرار لے لیا تھا کہ وہ قرآن سے تجاوز نہیں کریں گے۔ لیکن وہ اچھی طرح دیکھنے بھالنے کے باوجود قرآن سے بہک گئے اور حق کو چھوڑ بیٹھے اور ان کے جذبات بے راہ روی کے مقتضی ہوئے۔ چنانچہ وہ اس روش پر چل پڑے (حالانکہ) ہم نے پہلے ہی ان سے شرط کر لی تھی کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے اور حق کا مقصد پیش نظر رکھنے میں بدنیتی و بے راہ روی کو دخل نہ دیں گے''

جب خوارج باز نہیں آئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے جنگ کی جو جنگ نہروان کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ کی نوعیت حضور پاک ﷺ کی جنگوں سے جداگانہ تھی۔ کیونکہ وہاں مدمقابل کفار ہوتے تھے اور یہاں مقابلہ ان لوگوں سے تھا جو چہروں پر اسلام کی نقاب ڈالے ہوئے تھے۔ اس وجہ سے بہت سے صحابہؓ ان اہل قبلہ سے جنگ کرنے میں متردّد تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو لوگ اذانیں دیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اُن سے قتال کیسا؟ نہروان کے خوارج کی پیشانیوں پر پڑے ہوئے سجدے کے بڑے بڑے نشان اور ان کی عبادتیں ذہنوں میں خلفشار پیدا کئے ہوئے تھیں۔ ان حالات میں ان کے سامنے شمشیر بکف کھڑا ہونے کی جرأت وہی کر سکتا تھا جو اُن کے قلب کی حالت سے واقف اور اُن کے ایمان کی حقیقت سے آشنا ہو۔ یہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بصیرت خاص اور جرأت ایمانی تھی کہ اُن کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تصدیق فرما دی؛

سیقاتل بعدی الناکثین و القاسطین و المارقین

(اے علیؓ! تم میرے بعد بیعت توڑنے والوں، ظلم ڈھانے والوں اور دین سے بے راہ ہو جانے والوں سے جنگ کرو گے)

اس جنگ سے فارغ ہو کر آپ نے مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! میں نے فتنہ و شر کی آنکھیں پھوڑ ڈالی ہیں اور جب اس کی تاریکیاں تہ و بالا ہو رہی تھیں اور اس کی دیوانگی زوروں پر تھی تو میرے علاوہ کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ وہ اس کی طرف بڑھتا <u>اب جو چاہو مجھ سے پوچھ لو پیشتر اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔</u> اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم اس وقت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی عرصے کی جو بات مجھ سے پوچھو گے میں بتاؤں گا۔ اور کسی ایسے گروہ کے متعلق دریافت کرو گے کہ جس نے سو کو ہدایت کی ہو اور سو کو گمراہ کیا ہو تو میں اُس کے للکارنے والے اور اُسے آگے سے کھینچنے والے اور پیچھے سے دھکیلنے والے اور اس سواریوں کی منزل اور اُس کے

سازوسامان سے لدے پالانوں کے اُترنے کی جگہ تک بتادوں گا، اور یہ کہ کون ان میں سے قتل کیا جائے گا۔اور کون مرے گا اور جب میں نہ رہوں گا اور ناخوشگوار چیزیں اور سخت مشکلیں پیش آئیں گی تو دیکھ لینا کہ بہت سے پوچھنے والے پریشانی سے سر نیچے ڈالدیں گے، اور بتانے والے عاجز و درماندہ ہو جائیں گے۔ یہ اُس وقت ہوگا کہ جب تم پر لڑائیاں زور سے ٹوٹ پڑیں گی اور اُس کی سختیاں نمایاں ہو جائینگی۔ اور دُنیا اس طرح تم پر تنگ ہو جائے گی کہ مصیبتوں کے دِنوں کو تم یہ سمجھنے لگو گے کہ وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ خداوند عالم تمہارے باقی ماندہ لوگوں کو فتح و کامرانی دے گا۔

فتنوں کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جب آتے ہیں تو اس طرح اندھیرے میں ڈال دیتے ہیں کہ حق و باطل کا امتیاز نہیں ہوتا اور پلٹتے ہیں تو ہوشیار کر کے جاتے ہیں۔ جب آتے ہیں تو شناخت نہیں ہوتی، پیچھے ہٹتے ہیں تو پہچانے جاتے ہیں۔ وہ ہواؤں کی طرح چکر لگاتے ہیں کسی شہر کو اپنی زد پر رکھ لیتے ہیں اور کوئی اُن سے رہ جاتا ہے۔

میرے نزدیک سب فتنوں سے زیادہ خوفناک تمہارے لیے بنی اُمیہ کا فتنہ ہے جسے نہ خود کچھ نظر آتا ہے اور نہ اس میں کوئی چیز سجھائی دیتی ہے۔ اس کے اثرات تو سب کو شامل ہیں لیکن خصوصیت سے اس کی آفتیں خاص ہی افراد کے لئے ہیں جو اس میں حق کو پیش نظر رکھے گا اس پر مصیبتیں آئیں گی اور جو آنکھیں بند رکھے گا وہ ان سے بچا رہے گا۔

خدا کی قسم! میرے بعد تم بنی اُمیہ کو اپنے لئے بدترین حکمران پاؤ گے (یزید کا دورِ حکومت)۔ وہ تو اُس بوڑھی سرکش اونٹنی کی مانند ہیں جو منہ سے کاٹتی ہو اور ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارتی ہو۔ اور دوہنے والے پر ٹانگیں چلاتی ہو۔ اور دودھ دینے سے انکار کر دیتی ہو۔ وہ برابر تمہارا قلع قمع کرتے رہیں گے یہاں تک کہ صرف اُسے چھوڑیں گے جو ان کے لئے مفید مطلب ہو یا ان کے لئے نقصان رساں نہ ہو۔ اور ان کی مصیبت اسی طرح گھیرے رہے گی کہ ان سے دادخواہی ایسی ہی مشکل ہو جائے گی جیسے غلام کیلئے اپنے آقا سے اور مُرید کی اپنے پیر سے۔

تم پر ان کا فتنہ ایسی بھیانک صورت میں آئے کہ جس سے ڈر لگنے لگے گا اور زمانہ جاہلیت کی مختلف حالتوں کو لیے ہوگا۔ نہ اس میں ہدایت کا معیار نصب ہوگا اور نہ راستہ دکھانے والا کوئی نشان نظر آئے گا۔ ہم اہل بیت ان فتنہ انگیزیوں کے گناہ سے بچے ہونگے اور ان کی طرف لوگوں کو بلانے میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ پھر ایک دِن وہ آئے گا کہ اللہ اُس شخص کے ذریعہ سے جو اُنہیں ذلت کا مزا چکھائے اور سختی سے ہنکائے اور موت کے تلخ جام پلائے اور ان کے سامنے تلوار رکھے اور خوف اُنہیں چمٹا دے، ان فتنوں سے اس طرح علیحدہ کر دیگا جس طرح ذبیحہ سے کھال الگ کی جاتی ہے۔ اس وقت قریش دُنیا و مافیہا کے بدلہ میں یہ چاہیں گے کہ وہ مجھے صرف اتنی دیر کہ جتنی اونٹ کے ذبح ہونے میں لگتی ہے کہیں ایک دفعہ دیکھ لیں تاکہ میں اس چیز کو قبول کر لوں کہ جس کا آج کچھ حصہ بھی طلب کرنے کے باوجود دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔"

(حوالہ: نہج البلاغہ: خطبات حضرت علی کرم اللہ وجہہ)